اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ... قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۱	مطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء	یوم یکشنبہ	۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ	نمبر ۴۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۸ستمبر بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو سر درد کی شکایت رہی۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

۲۸ستمبر مولوی محمد سلیم صاحب اور مہاشہ محمد عمر صاحب جماعت احمدیہ ڈلہوزی کے جلسہ میں لیکچر دینے کے لئے روانہ کئے گئے۔

ہیضہ کی شکایت رونما ہونے پر بعض اصحاب نے انفرادی اور اکثر نے اجتماعی صورت میں صدقہ وخیرات دی یعنی غربا۔ یتامیٰ اور مساکین کو کھانا پکا کر کھلایا خدا تعالےٰ کے فضل سے بیماری کی شکایت میں بہت کچھ کمی ہو چکی ہے۔ نظارت تعلیم وتربیت نے طبی مشورہ کے ماتحت فیصلہ کیا ہے۔ کہ مقامی مدارس میں ایک ہفتہ کی مزید رخصت کردی جائے۔ اب مقامی مدارس اور جامعہ احمدیہ بجائے ۳۰ستمبر کے انشاء اللہ سات اکتوبر ۱۹۳۳ء کو کھلیں گے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مصمم بد ارادہ قابل مواخذہ ہے

(فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء)

"جو خیالات وسوسہ کے رنگ میں دل میں گزرتے ہیں۔ اور ان پر کوئی عزم اور ارادہ انسان نہیں کرتا۔ ان پر مواخذہ نہیں ہے۔ لیکن جب کوئی خیالِ بد دل میں گزرے۔ اور انسان اس پر مصمم ارادہ کرلے۔ تو اس پر مواخذہ ہوتا ہے۔ اور وہ گناہ ہے۔ جیسے ایک اچکا دل میں خیال کرے کہ فلاں بچہ کو قتل کرکے اس کا زیور اتار لوں گا۔ تو گو قانونی جرم نہیں لیکن اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ مجرم ہے۔ اور سزا پائے گا۔ یاد رکھو۔ دل کا ایک فعل ہوتا ہے۔ مگر جب تک اس پر مصمم ارادہ اور عزیمت نہ کرلے۔ اس کا کوئی اثر نہیں"

(الحکم ۱۷۔ نومبر ۱۹۰۵ء)

شکریہ احباب

رہتک ۲۵ ستمبر۔ یہاں ۳۲۔۱ انچ بارش ایک دن میں ہوئی۔ یعنی ڈیڑھ سال کی بارش کی مقدار۔ شہر قریباً تباہ ہوگیا۔ شفاخانہ سب زیر آب۔ میرا دفتر گر گیا۔ مکان گر گیا۔ قریباً سب اسباب اور موٹر تباہ ہوگئے۔ بمشکل سب رات کو جان بچا کر بھاگے۔ اور کچہریوں میں پناہ گزیں ہیں۔ شہر سے ایک میل پر:۔

انتظام جیل۔ شفاخانہ خالی کرانا۔ اور شہر کی حفظان صحت کا انتظام۔ ریلیف کمیٹی کا کام۔ گھر والوں کی نگرانی وغیرہ وغیرہ اور گرے ہوئے مکانات میں سے اسباب نکلوانا۔ غرض مجھے آجکل خط لکھنا تو درکنار۔ خط پڑھنے کی بھی فرصت نہیں اور میں بیمار بھی ہوگیا ہوں۔ اس صورت میں احباب میری طرف سے شکریہ قبول فرمائیں۔ اور کسی خط کے جواب کی۔ بلکہ اس کے پڑھنے کی بھی مجھ سے امید نہ رکھیں۔ محمد اسمٰعیل

ضلع سیالکوٹ سے چندہ کشمیر

میاں غلام محمد صاحب زرگر نے ضلع سیالکوٹ کے چند گاؤں کا دورہ کیا جن سے ایک سو روپیہ کی رقم بتفصیل ذیل وصول ہوئی۔ فہرست شائع کرتے ہوئے میاں غلام محمد صاحب کے ساتھ تعاون کرنے والے احباب اور معطی صاحبان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے:۔

بدوملہی ۱۰/۸ - ڈیریانوالہ ۵/ - دندھیر ۸/ - نارووال ۱/۸ - عینوباجوہ ۲/ - رنگے ۹/ - دھرگ ۱/ - عہدی پورہ ۱/ - کوٹ باجوہ ۱۲/ - بوڈی ۲/ - تواڑہ ۱۳/ - کوٹ ۱/ - کیھبے گدیاں غلہ گندم دو من۔ داتہ زیدکا دو روپے۔ قلعہ صوبہ سنگھ تین روپے۔ گھنوکے کوٹ آغا تین روپے۔ مالوکے ۹۔ روپے۔ سوداگر پورہ ۸/ - گھٹیالیاں ۹ روپے چندر کے گوسے ۱۶۔ روپے۔ میاں غلام محمد صاحب ابھی ضلع سیالکوٹ میں ہی دورہ کر رہے ہیں۔ احمدیہ جماعتوں کے ذی اثر اور بارسوخ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ ان کی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں:۔

خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ۔ قادیان

ایک نہایت ضروری گزارش

میں تمام ایسے بزرگوں کی خدمت میں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا فخر حاصل ہے۔ نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ میری گزارش کا جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں:۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعلق جو الہامات یا خوابیں یا کشوف آپ نے دیکھے ہوں۔ وہ مجھے لکھ کر ارسال فرمائیں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ اپنا کشف یا الہام۔ یا خواب لکھنے سے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق پہلے مؤکد بعذاب قسم کھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۳ء میں اعلان فرمایا تھا۔ کہ تمام دوست اپنے خواب لکھیں۔ اور فرمایا تھا کہ "آئندہ ہر ایک صاحب جو کوئی خواب یا الہام اس عاجز کی نسبت دیکھے وہ بذریعہ خط اس سے مطلع کرنا چاہیں۔ تو ان پر واجب ہے۔ کہ خداتعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے خط کے ذریعہ اس بات کو ظاہر کریں۔ کہ ہم نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے۔ اور اگر ہم نے کچھ اس میں ملایا ہے۔ تو ہم پر اسی دنیا اور آخرت میں عذاب الٰہی نازل ہو۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ "قرین مصلحت ہے۔ کہ جب ایک معقول اندازہ ان خوابوں اور الہاموں کا ہو جائے۔ تو ان کو ایک رسالہ متفرقہ کی صورت میں طبع کر کے شائع کیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی اور نعمت الٰہی ہے۔"

پس میں چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ روز بروز صحابہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعداد کم ہو رہی ہے:۔

(۲) وہ تمام دوست جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے دارالامان آئے یا آنا چاہتے تھے۔ مگر راستہ میں ان کو مخالف مولویوں یا ان کے چیلوں نے قادیان آنے سے روکا۔ وہ اپنا کیفیت مفصل طور پر درج فرمائیں۔ کہ کس طرح ان کو لوگوں نے دارالامان آنے سے روکا۔ اور اس کے لئے انہوں نے کیا کیا حیلے اور کوششیں کیں۔ اگر ایسے لوگوں کا آپ کو علم ہو۔ جو محض لوگوں کے روکنے سے رک گئے تھے۔ تو اس کا بھی ذکر کر دیں (نوٹ) صحابیوں کے علاوہ دوسرے دوست بھی ان دونوں امور کا جواب دیں۔ تو بہتر ہے۔ جو دوست اخبار میں یہ اعلان پڑھیں ... وہ دوسروں کو سُنا دیں۔ (ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان)

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری اعلان

یوم التبلیغ جو ۲۲ر اکتوبر کو ہوگا۔ وہ صرف مسلمانوں میں تبلیغ کے لئے مخصوص ہے۔ تمام جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے اس کی تیاری میں لگ جائیں۔ اور اس کو کامیاب بنانے کے لئے لگاتار کوشش کرتے رہیں۔ گزشتہ سال چونکہ پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض احباب کو اس میں مشکلات کا سامنا ہوا ہو۔ مگر اس سال گزشتہ سال کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو زیادہ کامیاب کرنے کی کوشش کریں:۔

ابھی سے فیصلہ کر لیا جائے۔ کہ فلاں شخص فلاں شخص کو تبلیغ کرے گا یا فلاں جگہ پر یا فلاں گاؤں میں جا کر تبلیغ کرے گا۔ اور اس کے مطابق انتظام کر کے یہ فہرستیں مجھے اطلاع کے لئے جلد سے جلد بھیجدیں۔ تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ کتنے آدمی تبلیغ کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ جو اس دن تبلیغ کریں گے۔ ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

والئے پونچھ کی خدمت میں قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا تحفہ

یہ خبر نہایت انبساط سے سُنی جائے گی کہ سری سرکار والا مدار راجہ جگت دیو سنگھ صاحب والئے ریاست پونچھ نے شیخ محمد یوسف صاحب کے فرقان حمید کے گورمکھی ترجمہ کے تحفہ کو نہایت احترام سے قبول کیا۔ بلاشبہ راجہ صاحب بہادر نے قرآن شریف کے مقدس تحفہ کو قبول فرما کر مسلم دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کے دل میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کا کس قدر احترام ہے۔ اس طرح راجہ صاحب بہادر نے نہ صرف مسلم دنیا کو شکرگزاری کا موقعہ دیا ہے۔ بلکہ دیگر والیان ریاست کے لئے بھی بہترین مثال قائم کی ہے۔

جماعت احمدیہ سمانہ کا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ ۱۴۔۱۵۔۱۶۔ اکتوبر مقرر ہوا ہے۔ قرب وجوار کے احمدی احباب بالخصوص انصار اللہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اس موقعہ پر تشریف لاکر عنداللہ ماجور ہوں۔ اپنے ہمراہ اپنے بستر ہمراہ لائیں۔ خاکسار امین الدین سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ سمانہ ریاست پٹیالہ

احمدیت کے خلاف ”سیاست“ کا سلسلہ مضامین

(۸)

سید حبیب صاحب کی چوتھی دلیل کی حقیقت

زوائد اور تکرار

سید صاحب نے کہنے کو تو ”تحریک قادیان“ کے عنوان سے چالیس کے قریب اقساط لکھی ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر ان میں سے زوائد اور تکرارات کو نکال دیا جائے۔ تو یہ تمام مضامین چند اقساط میں ختم ہو سکتے تھے۔ آپ نے بزعم خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی الوہیت اور ابنیت پر قسط پنجم میں بھی بحث کی ہے۔ اس کے بعد قسط ششم میں بھی بالفاظ خود ”مرزا صاحب کے فرزند خدا ہونے کے دعوےٰ پر بحث کرتے ہوئے ابویت و ابونبیت کے فلسفہ پر روشنی ڈالی ہے“۔ اور اپنے اخبار کے ناظرین کو اس نو ایجاد فلسفۂ ”ابویت و ابونبیت“ سے آگاہ کر چکے ہیں۔ مگر آپ نے اسے بھی ناکافی سمجھتے ہوئے پھر قسط ہفتم میں ”دلیل چہارم“ اور ”دلیل پنجم“ کے ذیلی عنوانوں کے ماتحت انہی دعاوی کا ذکر چھیڑ دیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ انہیں ان مسائل پر بحث کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے عجیب وغریب حقائق سوجھتے رہے۔

نرالا استدلال

قسط ہفتم میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

”تحریک قادیان کے ناقابل قبول ہونے کے متعلق میری چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے فرزند خدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ مخلوق خدا میں سے کسی کو بداہتاً۔ صراحتاً۔ کنایتاً۔ اشارتاً۔ یا استعارۃً خدا کا بیٹا مانا جائے۔ اس معاملہ میں تو اللہ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ اس کے پیغمبر محترم کو بھی کوئی مرد اپنا باپ کہے۔ بنائے یا سمجھے اور جب کسی کا رسول خدا کو اپنا باپ سمجھنا بھی خدائے برتر و توانا کو گوارا نہیں۔ تو خود اللہ تعالےٰ کو باپ کہنے اور سمجھنے والے کے لئے اسلام کے وسیع حلقہ میں گنجائش داخلہ کہاں باقی رہ جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ ”محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ بلکہ وہ خدا کا بھیجا ہوا رسول اور خاتم النبیین ہے“۔

باطل اصول

سید صاحب کے اس نرالے استدلال سے مندرجہ ذیل دو اصول مستنبط ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے کسی چیز کا انتفاء ذات باری سے بھی اس کے انتفاء کو مستلزم ہے۔ دوئم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات میں کسی چیز کا اثبات ذات باری میں بھی اس کے اثبات کو مستلزم ہے۔ مگر ان دونوں اصول کا باطل ہونا بدیہی ہے۔ پہلا اصل اس لئے باطل ہے۔ کہ اگر اسے صحیح سمجھ لیا جائے۔ تو خدا تعالےٰ کو تمام ان صفات سے۔ جو لازمۂ الوہیت ہیں (نعوذ باللہ) عاری ماننا پڑیگا۔ کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں وہ صفات نہیں پائی جاتی تھیں۔ مثلاً قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عالم الغیب ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ لہذا سید صاحب کے اصل کی رو سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ خدا تعالےٰ بھی عالم الغیب نہیں۔ وقس علیٰ ھذا۔

دوسرا اصل اس لئے باطل ہے۔ کہ اگر اسے صحیح سمجھ لیا جائے تو خدا تعالےٰ کی حیثیت محض بشر رسول کی رہ جاتی ہے۔ جو کسی صورت میں بھی مسلم نہیں۔ خود اس آیت ہی کو لے لیجئے۔ جس سے سید صاحب نے استدلال کیا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابوت کی نفی کی گئی ہے۔ اور حضورؐ کے رسول اور خاتم النبیین ہونے کا اثبات کیا گیا ہے۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابوت کی نفی سے یہ استدلال صحیح ہے۔ کہ اس سے خدا تعالےٰ کی ابوت کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ تو حضورؐ کی ذات میں رسالت اور ختم نبوت کے اثبات سے یہ استدلال کیوں صحیح نہیں۔ کہ اس سے خدا تعالےٰ کی رسالت اور ختم نبوت کا اثبات ہوتا ہے۔

رسول کریمؐ کی ابوت مجازی

علاوہ ازیں جیسا کہ میں اپنے مضمون کی گزشتہ قسط میں بتلا چکا ہوں۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابوت مجازی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم اس آیت پر امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ مفردات میں لفظ ”اب“ کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

”الاب الوالد ویسمی کل من کان سبباً فی ایجاد شیءٍ او اصلاحہٖ او ظھورہٖ اباً ولذالک یسمی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابا المؤمنین قال اللہ تعالیٰ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم وفی بعض القرائت وھواب لھم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ والی ھذا اشار بقولہٖ کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی“

یعنی اب کے معنے والد کے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو کسی چیز کی ایجاد۔ اصلاح۔ یا ظہور کا سبب ہو۔ باپ کہلاتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مؤمنوں کے باپ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا۔ النبی اولی بالمؤمنین الآیہ اور بعض قراءتوں میں وازواجہ امھاتھم کے بعد وھواب لھم بھی آیا ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مومنوں کے باپ ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد میں بھی کہ قیامت کے روز میرے سبب اور نسب کے سوا باقی تمام اسباب اور انساب منقطع ہو جائینگے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

پھر لکھا ہے:۔

”وقولہٗ تعالےٰ ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم الآیہ انما ھو نفی الولادۃ وتنبیہ ان التبنی لایجری مجری النبوۃ الحقیقۃ“

یعنی قرآن مجید میں جو یہ فرمایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں۔ اس میں جننے کی نفی ہے۔ اور اس بات پر تنبیہ ہے۔ کہ متبنیٰ حقیقی بیٹے کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ”ابن“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یکون کل نبی بمنزلۃ الاب لامتہ۔ یعنے ہر نبی اپنی امت کے لئے باپ کے رتبہ پر ہوتا ہے۔

پس قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابوت کی اگر ایک جہت سے نفی کی گئی ہے۔ تو دوسری جہت سے اس کا اثبات اور سید صاحب کا استدلال اگر بالفرض درست بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی اس کا زیادہ سے زیادہ یہ مطلب ہوگا کہ جس جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابوت کی نفی کی گئی ہے۔ اسی جہت سے خدا کی ابوت کی نفی مراد ہے اور وہ ابوت حقیقی ہے لیکن چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امت کی مجازی ابوت کا رتبہ حاصل ہے۔ لہذا خدا تعالےٰ کی ذات میں بھی ابوت مجازی کا تسلیم کرنا جائز ہے۔ یہ سید صاحب کے اپنے مسلمات کی رو سے ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابوت کی نفی کا خدا تعالےٰ کی ذات سے ابوت کی نفی کو مستلزم ہونا ہمیں مسلم نہیں

متعارض اقوال

سید صاحب کے مذکورہ بالا استدلال کے باطل ہونے کی تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے بیان کردہ اصل کی رو سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ چھوٹے لڑکوں اور عورتوں کا باپ ہو سکتا ہے۔ اور اس صورت کو تسلیم کرنے سے کفار کا یہ قول کہ ملائکہ خدا تعالےٰ کی بیٹیاں ہیں صحیح ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جس آیت سے سید صاحب نے استنباط کیا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صرف رجال (جوان مردوں) کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ چھوٹے لڑکوں اور عورتوں کا باپ ہونے کی نفی نہیں کی گئی۔ اور واقع بھی یہی ہے۔ کہ حضور جوان مردوں میں سے کسی کے باپ نہ تھے۔ ہاں چھوٹے لڑکوں اور عورتوں کے باپ تھے۔ لہٰذا سید صاحب کے بیان کردہ اصل کے مطابق یہ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جوان مردوں کا باپ نہیں مگر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ خدا تعالےٰ عورتوں اور چھوٹے لڑکوں کا باپ نہیں۔ بلکہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹے لڑکوں اور عورتوں کے باپ تھے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ بھی چھوٹے لڑکوں اور عورتوں کا باپ ہو سکتا ہے۔ مگر سید صاحب دوسری طرف اس کے برخلاف یہ بھی کہہ رہے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کو کسی جہت سے بھی باپ نہیں کہا جا سکتا۔ جس سے آپ کے اپنے اقوال اور اصول میں صریح تعارض اور تضاد ثابت ہو رہا ہے

اولاد الٰہی

اسی ضمن میں سید صاحب کا یہ ارشاد بھی کہ "اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ مخلوق خدا میں سے کسی کو بدا ہتاً صراحتاً۔ کنایۃً۔ اشارۃً یا استعارۃً خدا کا بیٹا مانا جائے" صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم (بقرہ ع ۲۵) یعنے یاد کرو۔ اللہ تعالےٰ کو جیسے تم اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو۔ میں اشارۃ النص کے طور پر تمام مومنوں کو بمنزلہ اولاد الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ نیز آیت قالت الیہود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباءہ (مائدہ ع ۳) سے بھی یہ استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ ابن اللہ کا لفظ بمعنی محبوب خدا بولا جا سکتا ہے۔

امام فخر الدین رازی کی شہادت

مشہور مفسر قرآن امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔

"وفیہ سوال و ھوان الیہود لا یقولون ذلک الشیۃ فکیف یجوز نقل ھذا القول عنہم اما النصاریٰ فانہم یقولون ذلک فی حق عیسیٰ علیہ السلام لا فی حق انفسہم فکیف یجوز النقل عنہم۔ اجاب المفسرون عنہ بوجوہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (الثانی) ان لفظ الابن کما یطلق علی ابن الصلب فقد یطلق ایضاً علی من یتخذ ابناً واتخاذہ ابناً بمعنی تخصیصہ بمزید الشفقۃ والمحبۃ فالقوم لما ادعوا ان عنایۃ اللہ بہم اشد واکمل من عنایتہ بکل من سواہم لاجرم عبر اللہ تعالیٰ عن دعواہم کمال عنایۃ اللہ بہم ادعوا انہم ابناء اللہ" یعنے اس آیت پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ یہودی ہرگز اپنے آپ کو خدا کے بیٹے نہیں کہتے۔ پھر ان کی طرف اس قول کو نقل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عیسائی بھی اپنے آپ کو خدا کے بیٹے نہیں کہتے۔ بلکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ لہٰذا ان کی طرف سے بھی یہ کہنا درست نہیں ہو سکتا۔ مفسرین نے اس سوال کے بہت سے جواب دیئے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ جس طرح ابن کا لفظ صلبی بیٹے پر بولا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لفظ اس شخص پر بھی بولا جاتا ہے۔ جسے محبت اور شفقت کے معنوں میں بطور تخصیص بیٹا کہا جائے۔ پس جب یہود ونصاریٰ نے یہ دعوے کیا۔ کہ خدا تعالےٰ کی محبت اور عنایات ان پر دوسروں کی نسبت زیادہ ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کے اس دعوے کو "ابناء اللہ" کے الفاظ سے تعبیر کیا

امام جلال الدین سیوطی کی شہادت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جلالین میں فرماتے ہیں: "کابناءہ فی القرب والمنزلۃ وھو کاباءنا فی الشفقۃ والرحمۃ" یعنی یہ جو فرمایا۔ کہ یہود ونصاریٰ اپنے آپ کو خدا کے بیٹے کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ قرب اور درجہ میں وہ اپنے آپ کو خدا کے بیٹوں کی طرح قرار دیتے ہیں۔ اور خدا کو اپنے باپوں کی طرح شفقت اور محبت میں

پس یہ امر ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے محبوب کے معنوں میں "ابن اللہ" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

خدا کو استعارۃً باپ کہنا

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی الخلق عیال اللہ فرما کر خدا تعالےٰ کو مخلوقات کا باپ قرار دیا۔ اسی لئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی دفتر سوئم میں۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے الفوز الکبیر صہ میں اور حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی نے ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۲ میں خدا تعالےٰ کو باپ اور مقربین اولیاء اور انبیاء کو اس کے بیٹے کہا ہے۔ پس جب قرآن مجید اور احادیث کی رو سے خدا کو استعارۃً باپ کہنا جائز ہے۔ اور بزرگان سلف جو سید صاحب سے یقیناً زیادہ قرآن مجید سمجھنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ تو نہ معلوم سید حبیب صاحب کون سے اسلام کی رو سے اسے ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اتنا بڑا دعوے کر کے اس کا ثبوت کچھ نہیں دیا۔ (خاکسار علی محمد اجمیری قادیان)

مولوی محمد علی صاحب کی دو متضاد تحریریں

مولوی محمد علی صاحب کے عقائد میں تبدیلی کا مسئلہ نہایت واضح ہے۔ ۱۹۱۲ء سے قبل "اجراء نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" کے متعلق ان کے جو خیالات تھے۔ آج ان میں ایک عظیم الشان تبدیلی واقع ہو چکی ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف کی اس زمانہ کی تحریرات کو آجکل کی تحریرات کے مقابل پر رکھ کر پڑھا جائے۔ تو شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا یہ متضاد بیانات ایک ہی قلم سے نکلے ہوئے ہیں۔ اگر مولوی صاحب اپنے سابقہ عقیدہ میں تبدیلی اور اصلاح کا اعلان کر دیں۔ تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو پہلے ایک مسئلہ کے سمجھنے میں غلطی لگی۔ اور بعد میں غور و فکر کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ میرا پہلا عقیدہ صحیح نہیں تھا۔ بلکہ قابل اصلاح تھا۔ مگر تعجب تو یہ ہے۔ کہ نہ مولوی صاحب ایسا اعلان شائع کرتے ہیں۔ اور نہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے پہلے عقیدہ میں تبدیلی کر لی ہے بلکہ اس کے برعکس یہی کہتے چلے جا رہے ہیں۔ کہ میں نے اپنے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس لئے ہمیں حق ہے۔ کہ مولوی صاحب کی تبدیلیٔ عقیدہ کا ثبوت پیش کرتے رہیں۔ الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء میں مولوی صاحب کی ایک تقریر جو آپ نے لاہور میں کی۔ درج کی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"راہ کھلی ہے ہمیں بھی اسی وسیع دعا کے کرنے کا حکم ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ کیونکہ اگر وہ مدارج جو منعم علیہ گروہ کو ملے کسی دوسرے کو دے سکتا ہی نہیں۔ تو پھر ہمیں یہ دعا سکھانے کے کیا معنی؟ مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں۔ کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا رتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہیئے مانگنے والا"

لیکن اس کے بعد اپنے اردو ترجمۃ القرآن میں سورۂ فاتحہ کی اسی آیت کی تفسیر میں اس کے بالکل برعکس تحریر فرماتے ہیں۔ "بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے۔ کہ خود مقام نبوت بھی اسی دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے۔ اور گویا ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعہ سے طلب کرتا ہے۔ یہ ایک اصولی غلطی ہے۔ اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے۔ اور نبوت میں انسان کی جد و جہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں۔ ۔ ۔ پس مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے۔ اور اس شخص کے موُنہہ سے نکل سکتا ہے۔ جو اصول دین سے ناواقف ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دعا صرف اس قدر ہے۔ کہ جن راہوں پر نیک بندے چلتے رہے۔ انہی راہوں پر چلنے کی ہمیں بھی توفیق دے۔ بالفاظ دیگر یہ کہ ہمیں انبیاء، شہداء، صلحا کے نقش قدم پر چلا" (بیان القرآن صفحہ ۹ وصفحہ ۱۰) ناظرین غور فرمائیں ۱۹۰۸ء میں تو مولوی صاحب سورۂ فاتحہ سے اجراء نبوت پر استدلال فرماتے ہیں۔ مگر اب اسی سورۂ فاتحہ سے اپنے سابقہ استدلال کی تردید کر رہے ہیں۔ کیا یہ تبدیلی عقیدہ نہیں (خاکسار علی محمد اجمیری قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

جماعت احمدیہ کا یوم التبلیغ اور معاصر "انقلاب"

مسلمانوں میں تبلیغ احمدیت کی ضرورت و اہمیت

باہمی کشمکش پیدا کرنے والوں کو روکا جائے

گزشتہ پرچہ میں وضاحت کے ساتھ اس خدشہ کا ازالہ کیا جا چکا ہے۔ جو معزز معاصر "انقلاب" نے جماعت احمدیہ کے یوم التبلیغ کے متعلق پیش کیا۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ جہاں تک مذہبی مجادلوں اور مناظروں کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔ اس کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ان کے ذریعہ باہمی کشمکش اور مذہبی جھگڑوں کو بڑھایا نہ جائے۔ بلکہ باہمی دوستانہ تبادلہ خیالات سے غلط فہمیوں کو دور کر کے رشتۂ اخوت و مودت کو مضبوط کیا جائے۔ ایسی صورت میں اگر بعض دوسرے لوگ خواہ مخواہ باہمی کشمکش کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اور مناظرہ و مجادلہ کے لئے مجبور کر دیں۔ تو ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ان کو سمجھایا جائے۔ اور انہیں بدمزگی پیدا کرنے والی روش سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے۔ نہ کہ ہم سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ ہم امن و آشتی۔ محبت و پیار۔ نرمی و الفت سے اپنے ان عقائد کی اشاعت نہ کریں۔ جن کی صحت و درستی پر ہمیں اپنے علم و بصیرت اور تجربہ و مشاہدہ سے حق الیقین حاصل ہے۔ اور نہ اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کی وجہ سے ہمارے متعلق یہ کہنا درست ہو سکتا ہے۔ کہ "ہمیں باہمی تنازعات میں پڑنے یا انہیں ترقی دینے والے اوضاع و اطوار اختیار کرنے میں تامل نہیں"

اپنے معتقدات کی اشاعت کا حق

معاصر "انقلاب" نے اپنے مذہبی عقائد کے متعلق لکھا ہے کہ:

"دوسرے مسلمانوں کی طرح ہمارے بھی ذاتی معتقدات ہیں جن کی صحت و درستی پر ہمیں اپنے علم و بصیرت کی بناء پر پورا یقین ہے اور جس طرح ہر غیرت مند انسان چاہتا ہے۔ کہ اس کے معتقدات پر کوئی زد نہ پڑے اسی طرح ہمارے دل میں بھی اپنے معتقدات کی حفاظت کے لئے بڑے سے بڑا اضطراب ہے۔ اور ہماری دلی آرزو ہے۔ کہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان ان معتقدات کا پابند ہو جائے"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ معاصر موصوف کے نزدیک بھی ہر باغیرت انسان کے دل میں نہ صرف یہ اضطراب ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے معتقدات پر کوئی زد نہ پڑنے دے۔ بلکہ وہ اس بات کی دلی آرزو رکھے۔ کہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان اسی کے معتقدات کا پابند ہو جائے۔ اسی اصل کے ماتحت ہمارا یہ حق تسلیم کرنے میں بھی کسی کو دریغ نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہمارے دل میں بھی اپنے معتقدات کی حفاظت کا "اضطراب" ہے اور ہماری بھی "دلی آرزو" ہے۔ کہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان ہمارے معتقدات کا پابند ہو جائے۔ اور جب ہمیں یہ حق حاصل ہے۔ تو اس حق سے متعلق عملی جدوجہد کرنا۔ ایسی جدوجہد جس کی بنیاد محبت و اخلاص۔ ہمدردی و خیر خواہی پر ہے باہمی تنازعات میں پڑنا یا انہیں ترقی دینے والے اوضاع و اطوار اختیار کرنا نہیں کہلا سکتا۔ اگر ہماری اس دلی آرزو کے متعلق کہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان وہی عقائد اختیار کرے۔ جو ہمارے ہیں۔ اور اس کے لئے جدوجہد کرنے پر یہ کہا جا سکتا ہے تو پھر کسی اور کو ایسی ہی "دلی آرزو" رکھنے کا بھی حق نہیں ہو سکتا:

اشاعت عقائد کے متعلق اسلام کا حکم

معاصر "انقلاب" اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اسلام نہ صرف ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری قرار دیتا ہے۔ کہ وہ ہر انسان کے متعلق اپنے دل میں یہ آرزو رکھے۔ کہ وہ اس کے عقائد کا پابند ہو جائے۔ بلکہ یہ بھی فرض قرار دیتا ہے۔ کہ اس آرزو کو پورا کرنے کے لئے عملی جدوجہد بھی کرے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ تقسیم کار کے لحاظ سے ایک جماعت اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ان معتقدات کی اشاعت و تبلیغ قرار دے لے۔ جن پر اسے علم و بصیرت کی بناء پر پورا پورا یقین حاصل ہو چکا ہو۔ اور دوسرے لوگ "تمام مسلمانوں کے جائز فوائد و منافع کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کا فرض انجام دیں" جماعت احمدیہ چونکہ اپنا اصلی مقصد و مدعا یہ سمجھتی ہے۔ کہ اسلام کی صحیح اور اصلی تعلیم کی اشاعت کرے۔ اور وہ اپنے علم و بصیرت کے رو سے یہ بھی یقین رکھتی ہے۔ کہ اس کے معتقدات اسلام کے عین مطابق ہیں۔ اس لئے اسے یہ حق حاصل ہے۔ کہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کو ان معتقدات کا پابند بنانے کی کوشش کرے۔

ہر کام میں رخنہ ڈالنے والے لوگ

اس حق سے جماعت احمدیہ اس لئے محروم نہیں کی جا سکتی کہ کچھ لوگ معقولیت و شرافت کو بالائے طاق رکھ کر اس کے رستہ میں حائل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ مناظرے و مجادلے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اور باہمی کشمکش اور جھگڑے پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ ہر کام میں رخنہ اندازی کے لئے اور اس کے رستہ میں روکاوٹیں پیدا کرنے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اور کوئی شخص خواہ ان سے کتنا ہی بچنا چاہے۔ وہ جھاڑ بن کر الجھتے رہتے۔ اور اصل کام سے ہٹا کر باہمی کشمکش میں مبتلا کرنے میں معروف رہتے ہیں۔

"انقلاب" کے اختیار کردہ دائرہ خدمت میں رخنہ اندازی کرنیوالے

معاصر "انقلاب" نے اپنے معتقدات کے متعلق اس "دلی آرزو" کا اظہار کرتے ہوئے کہ "ہر مسلمان بلکہ ہر انسان ان معتقدات کا پابند ہو جائے"۔ اپنے دائرۂ عمل کا ذکر یوں کیا ہے:-

"یہ کام (یعنی اپنے معتقدات کی اشاعت) ہمارے اختیار کردہ دائرہ خدمت سے باہر ہے۔ ہمارا سیاسی مسلک و نصب العین یہ ہے۔ کہ ان تمام مسلمانوں کے جائز فوائد و منافع کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کا فرض انجام دیں۔ جو ملت اسلامیہ ہند کے وسیع مفہوم میں داخل ہیں۔ جو عرفاً مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ جنہیں کاغذات مردم شماری میں مسلمان لکھا جاتا ہے۔ اور جو خود اسلام کی حلقہ بگوشی کے دعوے دار ہیں"

ہمیں اس بات کا خوشی اور مسرت کے ساتھ اعتراف ہے۔ کہ معاصر موصوف اپنے اختیار کردہ دائرہ عمل میں مسلمانوں سے متعلق نہایت تندہی اور قابلیت سے خدمات سر انجام دے رہا ہے نہایت خلوص اور نیک نیتی سے مصروف عمل ہے۔ اور سیاسیات کے متعلق اس کی خدمات نہایت قیمتی اور قابل قدر ہیں۔ پھر یہ بھی قابل تعریف امر ہے۔ کہ اپنی ان خدمات کو اور زیادہ یکسوئی اور زیادہ انہماک کے ساتھ سر انجام دینے کی خاطر وہ اس بات کے لئے بھی ہر ممکن کوشش کرتا رہتا ہے کہ باہمی تنازعات میں پڑنے یا انہیں ترقی دینے والے اوضاع و اطوار اختیار کرنے سے گریز کرے۔ لیکن باوجود اس کے مسلمان کہلانے والوں میں ہی ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اس سے الجھنے۔ اس کے دائرۂ عمل کو نقصان پہونچانے اس کی خدمات کو نقصان رساں قرار دینے۔ اور اس کے رستہ میں روکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

پھر یہ وُہ لوگ نہیں۔ جن سے انقلاب کو مذہبی عقائد و اعمال میں شدید اختلاف ہے۔ بلکہ وُہ بھی ایسے ہی معتقدات رکھتے ہیں۔ جن کی صحت و درستی پر "انقلاب" کو اپنے علم و بصیرت کی بنا پر پورا یقین ہے :۔

جماعت احمدیہ اور اصلاح عقائد کی خدمت

کیا اس سے ثابت نہیں۔ کہ معاصر "انقلاب" نے جو طریق عمل مسلمانوں کے فوائد و منافع کی حفاظت کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔ اور جو ہر سمجھدار اور دُور اندیش مسلمان کے لئے نہایت ہی قابل قدر ہونا چاہیئے۔ اس کی مخالفت کرنے والے مسلمان بھی موجود ہیں اور ان کی طرف سے بڑے زور شور کے ساتھ معاصر موصوف پر مسلمانوں کے فوائد کو نقصان پہنچانے۔ مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کرنے۔ اور باہمی جھگڑوں میں الجھنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جب معاصر موصوف خود بھی ایسے لوگوں کی فتنہ پردازیوں سے محفوظ نہیں۔ اور باوجود باہمی کشمکش سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنے کے کسی نہ کسی وقت اسے جوابی پہلو اختیار کرنے پر مجبور ہونا ہی پڑتا ہے۔ تو آسانی کے ساتھ اس بارے میں ہماری مشکلات کو بھی سمجھ سکتا ہے۔ پھر جس طرح وُہ ایسے لوگوں کی ناسزا سرگرمیوں کی وجہ سے اپنے "اختیار کردہ دائرہ خدمت" کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ ان حالات میں اور زیادہ مصروفِ عمل رہنے کی ضرورت سمجھتا ہے۔ اسی طرح ہمارے متعلق بھی خیال کر سکتا ہے۔ کہ ہم بھی اپنے اختیار کردہ دائرہ خدمت یعنی اصلاحِ عقائد کو نہیں چھوڑ سکتے۔ بلکہ اور زیادہ سرگرمی کے ساتھ جدوجہد کرنا ضروری سمجھتے ہیں :۔

غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کا تقاضا

مذکورہ بالا بیان میں اگرچہ ہم یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچا چکے ہیں۔ کہ وُہ عقائد جنہیں اپنے علم و تجربہ کی بنا پر ہم اسلام کی صحیح تعلیم سمجھتے ہیں۔ اور جن کے اختیار کرنے پر اہل دُنیا کی دینی اور دنیوی کامیابی و کامرانی یقین کرتے ہیں۔ ان کی تبلیغ و اشاعت کا ہر لحاظ سے ہمیں حق حاصل ہے۔ ہمیں انسانیت و شرافت اور ہمدردی و خیر خواہی مجبور کرتی ہے۔ کہ جن عقائد کو ہم اپنے لئے نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔ وُہ دُوسروں تک پہونچائیں۔ اور ان سے درخواست کریں۔ کہ انہیں قبول کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کا فرض بھی ہم سے یہی تقاضا کرتا ہے کہ جسے ہم اسلام کی صحیح تعلیم سمجھتے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں میں اس کی اشاعت پر زیادہ سے زیادہ زور دیں۔ اور اپنی تمام سعی و کوشش اس کے لئے صرف کر دیں۔ اسی صورت میں ہم کامیابی کے ساتھ اسلام کی پاک تعلیم دُنیا کے گوشے میں پہونچا سکتے ہیں۔ اور اسی طرح "ہندوستان کے ان ستائیس کروڑ لوگوں کو جو ابھی تک نورِ ہدایت سے بے بہرہ اور مشکوٰۃ ربانی کی ضیا گستری سے محروم ہیں" حلقہ بگوش اسلام بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ حالات میں جب ہم "توحید کی اس تعلیم کو جو حضور خواجۂ دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے ذریعہ سے قرآن پاک کی شکل میں نازل ہوئی" غیر مسلموں میں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو خود مسلمان کہلانے والے ہمارا رستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف رستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان غیر مسلموں کے ساتھ مل کر جو صفحۂ عالم سے اسلام کا نام و نشان مٹانے میں مصروف ہیں۔ اور جن کا ایک ایک لمحہ ہر اس شخص کے خلاف صرف ہو رہا ہے۔ جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا اور مسلمان کہلاتا ہے۔ ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں :۔

اشاعت اسلام کے خلاف غیر مسلموں سے متحد ہونیوالے مسلمان

چنانچہ اسی سال مارچ کے مہینہ میں جب جماعت احمدیہ نے غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے "یوم التبلیغ" مقرر کیا۔ اور یہ اعلان کر دیا۔ کہ اس دن مخاطب غیر مسلم ہوں۔ مسلمان نہ ہوں۔ تو اس موقعہ پر بھی ایک سوائے عالم اخبار نے جو اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا حامی اور خیر خواہ ظاہر کرتا ہے۔ بڑے اہتمام کے ساتھ "قادیان نمبر" شائع کیا جس میں بہت سی خرافات درج کرنے کے علاوہ نہ صرف خود غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کی مخالفت کرنے کی شرمناک کوشش کی۔ بلکہ اسلام کے کھلے اور بدترین دشمنوں کو بھی دعوت دی۔ کہ متفقہ طور پر تبلیغ اسلام کے خلاف کھڑے ہو جائیں چنانچہ الکفر ملۃ واحدہ کی صداقت ظاہر کرتے ہوئے لکھا :۔

"اگر زمیندار یزیدیت کے خلاف جہاد کر رہا ہے۔ تو زمیندار کے لئے قربانی کرو۔ اگر نور افشاں (عیسائیوں کا مشہور دشمن اسلام اخبار) یزیدیت کا خاتمہ کر رہا ہے۔ تو نور افشاں کی امداد کرو۔ اگر آریہ مسافر (آریوں کا بدزبان دشمنِ اسلام پرچہ) زیدیت کے خلاف برسر جنگ ہے۔ تو اس بارے میں آریہ مسافر کا ساتھ دو۔ قادیانیت کے مقابلہ میں ہندو و مسلم اور عیسائی کا سوال فضول ہے۔ پہلے رُوح کو اور روحانیت کو موت سے بچاؤ۔ اس کے بعد فیصلہ کر لینا۔ کہ اس کی نشوونما کے لئے کونسا طریقہ بہتر ہے"

پھر لکھا :۔ "جہاں تک قادیانیت کا تعلق ہے۔ مخلوق خدا کو متحد ہو کر جنگ کرنا چاہیئے"

مسلماں را مسلماں باز کردن کی ضرورت

اب ظاہر ہے کہ جن مسلمان کہلانے والوں کی حالت یہاں تک گر چکی ہو۔ کہ وُہ تثلیث پرست عیسائیوں۔ اور ذرہ ذرہ کو خدا ماننے اور خدا کی طرح ہی رُوح و مادہ کو ازلی قرار دینے والے آریوں سے "رُوح اور روحانیت کو موت سے بچانے" کے لئے امداد حاصل کرنا ضروری سمجھیں۔ اور جو جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں اپنے آپ میں اور اسلام کے کھلے دُشمنوں میں کوئی فرق محسوس نہ کریں۔ غیر مسلموں کی نسبت توحید کی وُہ تعلیم حاصل کرنے کے کم محتاج نہیں "جو حضور خواجۂ دوجہان صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ذریعہ سے قرآن پاک کی شکل میں نازل ہوئی" اور جب تک ان کی یا ان کے بیشتر حصہ کی اصلاح نہ ہو گی۔ اس وقت تک وُہ اشاعت اسلام کے خلاف غیر مسلموں کے ہمدوش بدوش کھڑے ہو کر کوشش کرتے رہیں گے۔ اس وجہ سے ضرورت ہے۔ کہ اس قسم کے مسلمان کہلانے والوں کو اسلام کے خلاف جدوجہد کرنے سے باز رکھنے کے لئے انہیں صحیح اسلامی تعلیم کی طرف توجہ دلائی جائے :۔

علماء کہلانے والوں کی حالت

ممکن ہے کہا جائے۔ غیر مسلموں میں جماعت احمدیہ کی اشاعت اسلام کرنے کے بارے میں جدوجہد کی مخالفت کرنے والے۔ اور غیر مسلموں کو اپنا معین و مددگار بنانے والے ایسے ہی لوگ ہونگے جن کی نگاہ میں کسی مذہب کی کوئی قدر و وقعت نہیں ہے۔ اور جو دُنیا میں لامذہبیت کا دَور دَورہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ وُہ چونکہ غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینا باہمی کشمکش پیدا کرنے۔ اور مذہبی جھگڑوں کو بڑھانے کا موجب سمجھتے ہیں۔ اس لئے اشاعت اسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے غیر مسلموں میں اشاعتِ اسلام کی مخالفت ایسے لوگوں نے ہی نہیں کی جنہیں خود عام مسلمان مذہب سے بیگانہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان لوگوں نے بھی کی۔ اور نہایت شد و مد کے ساتھ کی۔ جو اپنے آپ کو اسلام کے علماء اور دین کے ستون سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ۵۔ مارچ کے یوم التبلیغ کے متعلق جو محض غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے لئے مقرر تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مخالفانہ کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے نہایت فخر کے ساتھ لکھا :۔

"امرتسر میں ۵ مارچ کا دن دیکھنے کے قابل تھا۔ بجائے اس کے کہ مرزائی ہندوؤں کو تبلیغ کرتے۔ طلباء عربی مرزائیوں کو تلاش کر کر کے بازاروں گلیوں اور ان کے گھروں میں پکڑ کر تبلیغ حق کا حق ادا کرتے تھے" (اہلحدیث ۱۰۔ مارچ ۳۳ء)

اتحاد کے لئے کوشش

احمدیوں کو پکڑ پکڑ کر تبلیغ حق کا حق ادا کرنا جو مفہوم رکھتا ہے وُہ بالکل ظاہر ہے۔ کہ احمدیوں کے ساتھ ہندوؤں کو تبلیغ اسلام کرنے سے روکنے کے لئے خواہ مخواہ الجھتے رہے۔ پس جب اس قسم کے لوگ موجود ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ خواہ وُہ کیسا ہی معیوب اور شرمناک رویہ اختیار کریں۔ ہم محبت اور الفت سے نرمی اور آشتی سے ان کے خیالات کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اور اس طرح نہ صرف انہیں اشاعت اسلام کے مقدس کام میں روکاوٹیں پیدا کرنے کا باعث نہ بننے دیں۔ بلکہ اپنے معین و مددگار بنا کر اشاعت اسلام کے ثواب میں شریک کریں۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہماری جدوجہد نہ صرف باہمی کشمکش کو بڑھانے کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اسے کم کرنے اور اس کی بجائے اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے :۔

تاریخ اسلام

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کا ایک ورق

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پُر حکمت کلمات میں سے بعض کا ذکر قبل ازیں کیا جا چکا ہے۔ آج بعض اور اقوال جو خلائق عامہ کی ہدایت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ درج ذیل کئے جاتے ہیں

چھ قسم کا خوف

آپ رضی اکثر فرمایا کرتے۔ نیک انسان کو چھ قسم کا خوف ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے خوف کہ کہیں کسی نافرمانی کی حالت میں ایمان نہ جاتا رہے فرشتوں سے خوف کہ کہیں اپنی غلطی سے نامہ اعمال میں کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے۔ جس سے قیامت کے دن رسوا ہونا پڑے۔ شیطان سے خوف کہ کہیں وہ اعمال صالحہ کو باطل نہ کر دے ملک الموت سے خوف۔ کہ وہ اس حالت میں روح نہ قبض کر لے جبکہ ابھی نیک اعمال میں کمی ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہو۔ دنیا سے خوف کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ اپنی طرف مائل کر لے اور آخرت کا خیال دل سے دور کر دے۔ اہل وعیال سے خوف کہ کہیں وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے برگشتہ کرنے والے نہ ہوں۔ ایک دفعہ فرمایا مقبول کے پانچ نشان ہیں۔ ۱ وہ ایسے شخص کے پاس بیٹھتے ہیں۔ جس سے دینی فائدہ حاصل ہو۔ ۲ شرمگاہ اور زبان پر قابو رکھتے ہیں۔ ۳ دنیا کی رضامندی ایک لمحہ کے لئے بھی پسند نہیں کرتے۔ ۴ شبہات سے ڈر کر بعض دفعہ حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ ۵ وہ اپنے سوا باقی لوگ نجات یافتہ سمجھتے ہیں۔

دس اعلیٰ چیزیں جو ضائع گئیں

آپ یہ بھی فرمایا کرتے دس چیزیں ضائع گئیں۔ ۱ وہ عالم جس سے کوئی مسئلہ نہ پوچھا گیا۔ ۲ وہ علم جس پر عمل نہ کیا گیا ۳ وہ اوزار جس کو استعمال میں نہ لایا گیا۔ ۴ وہ صائب رائے جسے تسلیم نہ کیا گیا۔ ۵ وہ مال جسے خرچ نہ کیا گیا۔ ۶ ایسی مسجد جس میں نماز نہ پڑھی گئی۔ ۷ ایسا زہد جس کی آڑ میں دنیا کمائی گئی۔ ۸ وہ قرآن جس کی تلاوت نہ کی گئی۔ ۹ وہ گھوڑا جس پر سواری نہ کی گئی۔ ۱۰ ایسی لمبی عمر جس میں آخرت کے لئے سامان مہیا نہ کیا گیا۔

تین پسندیدہ باتیں

ایک دفعہ فرمایا۔ دنیا میں مجھے تین باتیں پسند ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ ننگوں کو کپڑا پہنانا۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔

قابل تعجب شخص

ایک موقع پر فرمایا۔ مجھے ایسے شخص پر تعجب آتا ہے جو جانتا ہے کہ ایک دن مرنا ہے مگر پھر بھی موت پر ہنسی اڑاتا ہے جو دنیا کو فانی سمجھتا اور پھر اس سے دل لگاتا ہے جو دوزخ کے وجود پر یقین رکھتا اور پھر گناہ کا نہایت دلیری سے ارتکاب کرتا ہے۔ جو خدا کی ہستی کا قائل ہو کر کسی اور کے آستانہ پر جھکتا ہے جو جانتا ہے کہ بہشت ہے اور پھر دنیا کے عیش و آرام میں پڑ جاتا ہے جو جانتا ہے کہ شیطان اس کا دشمن ہے مگر پھر بھی اس کے کہنے پر چلتا ہے جو قضا و قدر پر ایمان رکھتا اور پھر کسی چیز کے ضائع ہونے پر اظہار رنج کرتا ہے

ظاہر میں فضیلت باطن میں فرض

چار چیزوں کے متعلق فرمایا ظاہر میں وہ فضیلت ہیں مگر باطن میں فرض۔ اتقیاء و صلحاء سے ملنا فضیلت ہے مگران کی اقتداء فرض۔ قرآن کریم کی تلاوت فضیلت ہے اور اس پر عمل کرنا فرض قبور کی زیارت کرنا فضیلت ہے مگران کے لئے تیار رہنا فرض۔ مریض کی عیادت کرنا فضیلت ہے اور اس سے وصیت لینا اور اسے پورا کرنا فرض

چار چیزوں میں خدا کی عبادت کا مزا

چار باتوں کے متعلق فرمایا کہ میں نے ان میں خدا کی عبادت کا مزا پایا۔ خدا کے فرائض ادا کرنے میں۔ ان چیزوں سے پرہیز کرنے میں جو اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیں۔ اس امید پر نیک کام بجا لانے میں۔ کہ اس کا ثواب مجھے خدا سے ملے گا۔ اور خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈر کر برے کاموں سے بچنے میں۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بھی بہت سے کلمات حکمت مشہور ہیں۔

مدینہ میں رسول کریمؐ کی نیابت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دو دفعہ اپنے بعد مدینہ کا نائب مقرر فرمایا۔ ایک اس وقت جب کہ آپ غزوہ ذات الرقاع میں تشریف لے گئے اور دوسرے غزوہ غطفان کے وقت۔

نقلِ احادیث نبویؐ

کتب معتبرہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول کریم صلی علیہ وآلہ وسلم کی ایک سو چالیس احادیث مروی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس احادیث کو یاد رکھنے والے کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن وہ علماء کی جماعت کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک سو چالیس احادیث بیان کرنے والے کا اللہ تعالیٰ کے حضور کیا رتبہ ہے۔

سادگی

آپ میں سادگی بدرجہ کمال پائی جاتی تھی۔ روایات میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مسجد نبویؐ میں ایک چادر اپنے سرہانے رکھے آرام فرما رہے تھے۔ لوگ مسجد میں آتے اور یکے بعد دیگرے آپ سے ملتے۔ جب کوئی آتا آپ اٹھ کر بیٹھ جاتے اور جب چلا جاتا۔ پھر لیٹ جاتے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں اکثر دوپہر کا کھانا کھا کر مسجد نبویؐ میں ہی قیلولہ کیا کرتے۔ اور جب اٹھتے تو سنگریزوں کے نشان آپ کے بدن پر نمایاں ہوتے عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو عہد خلافت میں ایک دن جمعہ کا خطبہ پڑھاتے دیکھا۔ آپ جو لباس اس وقت زیب تن کئے ہوئے تھے۔ وہ صرف چار یا پانچ درم کا تھا۔ درم تقریباً ساڑھے تین آنے کا ہوتا ہے۔

مسجد نبویؐ کو پختہ بنانا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک مسجد نبوی کی چھت کھجور کی لکڑیوں کی تھی۔ صحن خام تھا۔ ایام بارش میں اکثر مسجد نبویؐ کی چھت ٹپکتی رہتی جس سے نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مسجد نبویؐ کی چھت دیواریں اور صحن وغیرہ سب پختہ بنوا دئے۔

خاتم محمدیؐ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی مہر بنوائی تھی جس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ بایں صورت لکھا ہوا تھا۔ آپ یہ مہر ان تمام خطوط پر ثبت کرتے۔ جو مختلف بادشاہوں کو لکھتے۔

(اللہ / رسول / محمد)

اکثر یہ انگوٹھی پہنے رہتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ مہر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبکہ چاہ اریس پر بیٹھے مہر انگلی سے نکال کر ہاتھ میں لئے ہوئے تھے کہ اتفاقاً وہ کنوئیں میں گر پڑی۔ لوگوں نے آپ کے حکم سے تین دن تک تلاش کی۔ کنوئیں کا سارا پانی نکال ڈالا۔ اور اسے چھلنیوں میں چھانا گیا مگر مہر نہ ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قرآن جمع کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ قرآن کریم کو جمع کرنا بھی ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے روایات میں ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت حذیفہ بن الیمان جب بصرہ۔ کوفہ رے اور شام وغیرہ سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا کہ یہ عجیب بات ہے۔ عراق والے قرآن مجید کو ایک اور قرأت پر پڑھتے ہیں۔ شام والے دوسری قرأت کو پسند کرتے ہیں بصرہ والوں کی قرأت کوفیوں سے اور کوفیوں کی فارس والوں سے علیحدہ ہے۔ سب کو ایک ہی قرأت پر جمع کرنا چاہئیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صحابہؓ کے مشورہ کے بعد حضرت حفصہ سے قرآن مجید کا وہ نسخہ منگوایا۔ جو خلافت صدیقی میں جمع ہوا تھا۔

اور جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زیر تلاوت رہتا تھا اس قرآن مجید کی نقل کرنے پر حضرت عثمان نے زید بن ضحاک ۔ عبد اللہ بن زبیر سعید بن العاص عبد الرحمٰن بن الحارث وغیرہ حضرات کو متعین فرمایا۔ اور جب بہت سی نقلیں تیار ہو گئیں ۔ تو ایک ایک نسخہ عراق شام مصر اور دیگر ممالک اسلامیہ میں بھیج کر حکم دیا۔ کہ سب اسی کے مطابق قرآن مجید کی نقل کرائیں ۔ اس طرح حضرت عثمان رضؓ نے اسلام کی ایک ایسی خدمت کی ۔ جس کے بار منت سے اہل اسلام کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

کتابت وحی

چونکہ حضرت عثمان رضؓ نے بچپن میں کچھ تعلیم بھی حاصل کی تھی ۔ اس لئے اکثر اوقات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وحیٔ قرآنی کی کتابت کے لئے آپ کو ارشاد فرماتے۔ اسی طرح اطراف وجوانب کے سلاطین کے نام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خطوط آپ بھی لکھا کرتے تھے

احادیث نبوی میں حضرت عثمان رضؓ کا ذکر

حضرت عثمان رضؓ کے مناقب میں بہت سی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی وارد ہیں۔ چونکہ ان تمام کا سر دست بیان کرنا مشکل ہے اس لئے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضؓ روائت کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ عثمان رضؓ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ سے فرمایا۔ اے عثمان اللہ تعالیٰ تجھے ایک کرتہ پہنانا چاہتا ہے۔ اگر مخالفین تجھ سے وہ کرتہ لینا چاہیں ۔ تو ہرگز نہ دینا ۔ اور اپنے بدن سے میری ملاقات کے وقت تک جدا نہ کرنا

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن حضرت عثمان رضؓ کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب کہتے ہیں ۔ میں اس وقت رسول کریم کی مجلس میں موجود تھا ۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر صحابہ کرام کو وعظ فرما رہے تھے ۔ اور جیش العسرہ کے لئے سامان مہیا کرنے کی رغبت دلا رہے تھے۔ حضرت عثمان رضؓ بھی اس مجلس میں تشریف رکھتے تھے ۔ آپ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ۔ میں سو اونٹ معہ کجاوہ و پالان و دیگر ضروری سامان کے اس لشکر کو دیتا ہوں ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر تحریک کی ۔ تو حضرت عثمان رضؓ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں سو اور اونٹ معہ سب سامان کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہوں ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سہ بارہ لوگوں کو تحریص دلائی ۔ تو پھر حضرت عثمان رضؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ۔ میں اور تین سو اونٹ معہ ضروری سامان خدا کی راہ میں نذر کرتا ہوں ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہایت خوشی اور بشاشت کے ساتھ منبر سے نیچے اتر آئے ۔ اور فرمایا عثمان کو اب کوئی اندیشہ نہیں وہ جو جی چاہے کرے ۔ عبد اللہ بن سمرہ روائت کرتے ہیں ۔ کہ بعد ازاں حضرت عثمان لشکر کے مصارف کے لئے ایک ہزار دینار بھی لائے ۔ اور

علماء ازہر سینما کے پردہ پر!

ہندوستان کے علماء اور عوام ازہر کے علماء کو جس قدر عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ وہ کوئی مخفی بات نہیں ۔ طبقۂ عوام کو برانگیختہ کرنے کے لئے عام طور پر مولوی صاحبان مصر کے علماء کے فتووں کو بھی حجت بنایا کرتے ہیں ۔ اس لئے میں ذیل میں اخبار الجامعة الاسلامية يافا فلسطین کے نامہ نگار خصوصی قاہرہ کا ایک نوٹ درج کرتا ہوں ۔ جو یہ ہے

" افتتحت سينما فؤاد ودرسيس صالتها الصيفية للسينما في الجيزة قريباً من داري فشاهدت حفلتها الافتتاحية مساء يوم السبت الماضي فشاهدت لاول مرة في حياتي شيوخ الازهر يظهرون على الشاشة السينمائية الناطقة بصور جلية واصوات واضحة

وقد اخذت تلك المناظر في كليات الشريعة وغيرها فظهر الطلاب وهم في درس تفسير يلقيه الشيخ ابو دقيقة وقد كتبت الآية القرآنية التي كانت موضوع الدرس واخذ حضرته يلقي درسه بتؤدة وهدوء

ثم شاهدنا طائفة من الشيوخ وقد جلس فضيلة الاستاذ الشيخ اللبان رئيس كلية الشريعة وهو يخطب فيهم حاثا على الجد والاجتهاد في العمل منوهاً بفضل جلالة الملك فؤاد المعظم على الازهر والازهريين وان الازهر مفتح الابواب لطلاب العالم الاسلامي جميعاً وهو يرحب فيهم جميعاً

وقد خطب احدهم منوهاً بان الازهر صار على درجة من الرقي يضارع الكليات والجامعات الحديثة في العالم ۔ وكانت المناظر جلية ولقد اجاد الطلاب والشيوخ التمثيل ـــ وليسمح لي بهذا التعبير ـــ غير ان الشيخ اللبان تلعثم وهو يلقي كلمته وكان يحسن بفضيلة الاستاذ الجالس بجواره ملقنا حتى لا يتلعثم او انه كان يجب ان يطلب من صانعي الفلم ان يتلافوا موقفه هذا ولو بتغييره او تغيير تلك القطعة منه

وبالجملة فان هذا المنظر حديث في بابه سيتلوه ما هو خير منه منظرا ومخبرا ان شاء الله

(الجامعة الاسلامية يافا ۔ ۱۶ جولائی ۱۹۳۲ء)

ترجمہ :۔ سینما فؤاد ودرسیس نے موسم گرما کے لئے اپنے محل واقعہ جیزہ (قاہرہ کا ایک حصہ ہے) کا جو میرے گھر سے قریب ہی ہے ۔ افتتاح کیا ۔ میں نے اس کا افتتاحی جلسہ گزشتہ ہفتہ کی شام کو دیکھا ۔ اور یہ پہلی مرتبہ ہے ۔ جبکہ میں نے اپنی زندگی میں ازہر کے مشائخ کو بولتے سینما کے پردہ پر روشن صورتوں اور غیر مبہم آواز کے ساتھ دیکھا

سینما کے یہ مناظر کلیۃ الشریعۃ اور دوسرے کالجوں میں لئے گئے ہیں ۔ طلبہ سینما کے منظر میں درس تفسیر میں ظاہر ہوئے ہیں ۔ الشیخ ابو دقیقہ قرآن مجید کی تفسیر بیان کر رہا ہے لیکن نہایت اطمینان اور آہستگی سے قرآن مجید کی زیر تفسیر آیت اوپر لکھی ہوئی ہے

پھر ہم نے مشائخ کا ایک گروہ دیکھا جنمیں الشیخ اللبان پرنسپل جامعہ شریعت بیٹھا لیکچر بیان کر رہا ہے ۔ اور ان کو جد و جہد اور کوشش کی ترغیب دے رہا ہے ۔ نیز جلالۃ الملک فؤاد المعظم کے ازہر اور ازہریوں پر احسانات کی مداح سرائی بھی کر رہا ہے ۔ اور یہ کہ ازہر کے دروازے دنیائے اسلامی کے تمام طالب علموں کے لئے کھلے ہیں ۔ اور وہ ان کو خوش آمدید کہتا ہے ۔ ایک شیخ نے ازہر کی تعریف کرتے ہوئے کہا ۔ کہ ترقی کے لحاظ سے ازہر دنیا کی جدید یونیورسٹیوں اور کالجوں کا مقابلہ کرتا ہے تمام مناظر خوب واضح تھے ۔ اور مجھے اس بیان کے لئے معاف کیا جائے ۔ کہ ازہر کے مشائخ اور طالب علموں نے ایکٹ میں کمال کر دیا ہے ۔ فقط الشیخ اللبان کی زبان اثنائے لیکچر میں رک گئی ہے ۔ اور آپ کے لئے بہتر تھا ۔ کہ آپ اپنے پہلو میں کسی تلقین کرنے والے کو بٹھا لیتے یا کم از کم ضروری تھا ۔ کہ فلم اتارنے والوں کو کہا جاتا ۔ کہ وہ اس منظر کا تدارک کر دیں ۔ خواہ اس کی اصلاح کر دیں ۔ یا وہ حصہ ہی تبدیل کر دیں ۔ بہر حال یہ منظر اپنے لحاظ سے بالکل نیا ہے ۔ اب آئندہ ان شاء اللہ اس سے بہتر نظارے پیش ہوں گے

ہم اس واقعہ پر کوئی حاشیہ چڑھانا نہیں چاہتے ۔ صرف ان علماء کہلانے والوں سے اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں ۔ کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا ۔ کہ آپ لوگ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خاص ضرورت دینی کے لئے فوٹو کھچوانے پر دقیانوسی اعتراضات کو واپس لیں ؟ اگر آپ کی مذہبی غیرت نشر حق کے لئے بھی فوٹو کی اجازت نہیں دیتی (حالانکہ تمام بڑے بڑے علماء اور ملوک کے فوٹو شائع شدہ ہیں) تو آپ علماء ازہر کے اس مذکورہ بالا فعل پر کیوں خاموش ہیں ؟

ابو العطاء جالندھری

مراسلات

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق
پر
بے جا اعتراض

ضرورت مصلح

اس زمانہ میں جیسا کہ زمانہ تقاضا کرتا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کوئی پیارا نبی بھیجتا۔ اس نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عین موقعہ پر مبعوث فرمایا۔ سعید الفطرت روحوں نے خدا تعالےٰ کے اس فرستادہ کو پہچانا۔ اور اسے قبول کیا۔ مگر وہ لوگ جو ختم اللہ علیٰ قلوبھم کے مصداق ہیں۔ آپ کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے۔ اور قسم قسم کے اعتراض کرنے لگ گئے۔

اخلاق پر اعتراض

اسی قسم کے لوگوں کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنی کتب میں اپنے مخالفین کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو ایک نبی کے لئے جو دنیا کو ہدایت کے رستے پر چلانے کے لئے اور اخلاق حسنہ سکھانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ مناسب نہیں ہو سکتے۔

اعلیٰ اخلاق کی تعریف

اس کے متعلق گزارش ہے۔ یہ بات درست ہے۔ کہ انبیاء کے لئے اعلیٰ اخلاق ضروری ہیں۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق ایسے نہ تھے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یا تو معترض صاحبان اخلاق کی حقیقت سے ناواقف اور بے بہرہ ہیں۔ یا دیدہ دانستہ محض مخالفت کی غرض سے اعتراض کرتے ہیں۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا۔ جس پر ایسے اعتراض نہ ہوئے ہوں۔ ہمیشہ ہر نبی کے مخالف اسی طرح کہتے آئے ہیں۔ اور بالآخر ناکام اور نامراد ہوتے رہے ہیں۔ یہی حال اب ہوگا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے سے فرما گئے ہیں۔ کہ

"دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالفین کرتے ہیں۔ وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو۔ کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو۔ کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن کے دلوں پر مہریں ہیں۔ ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس امت پر رحم کر"

پھر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اخلاق اس کا نام نہیں۔ کہ ہر جگہ ہر موقعہ پر اور ہر ایک کے مقابلہ میں نرمی اختیار کی جائے۔ اور نہ ہی اس کا نام اخلاق ہے۔ کہ ہر جگہ سختی کی جائے۔ بلکہ اخلاق حسنہ یہ چیز ہے۔ کہ نرمی کے موقعہ پر نرمی اور سختی کے موقعہ پر سختی استعمال ہو۔ اعلیٰ اخلاق کا انسان وہی ہوتا ہے۔ جو نرمی اور سختی باموقعہ اور برمحل استعمال کرے۔ انبیاء انہی معنوں میں صاحب اخلاق ہوتے ہیں۔

پس جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی جگہ قدرے سخت الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ وہاں حد درجہ کی نرمی سے بھی کام لیا ہے۔ اور سخت الفاظ کو گالیاں کہنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کسی ڈاکٹر کے اپریشن کرنے کو ظلم قرار دینا۔

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ الفاظ۔ جن پر عموماً اعتراض کیا جاتا ہے۔ مع جواب پیش کرتا ہوں

ایک حوالہ کی تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انجام آتھم میں اپنے مخالف مولویوں کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"اے بدذات فرقۂ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا۔ کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا"

ان الفاظ کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اپنے تمام مخالف علماء کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ان الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"ایسے لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں۔ انصار دین کے دشمن اور یہودیوں کے قدم پر چلنے والے ہیں۔ مگر ہمارا یہ قول کلی نہیں ہے۔ راستباز علماء اس سے باہر ہیں۔ صرف خائن مولویوں کی نسبت یہ لکھا گیا ہے۔ (اشتہار ۲۲ر دسمبر ۱۹۰۰ء)

پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

لیس کلامنا فی اخیارھم بل فی اشرارھم (الہدیٰ صہ ۶)

یعنے ہمارا یہ کلام شریر مولویوں کے لئے ہے۔ نیک علماء مستثنیٰ ہیں

علماء کے متعلق رسول کریمؐ کی پیشگوئی

ان حوالوں سے ثابت ہے۔ کہ وہ الفاظ صرف ان علماء کے لئے مخصوص ہیں۔ جو حق کو چھپاتے اور یہودیانہ خصلت اختیار کرتے۔ اور اسلام کو تباہ کرنے والے ہیں۔ اور جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی یہ ارشاد موجود ہے کہ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء اور جو ایسے نہیں۔ ان کو ان الفاظ سے حضور نے خود مستثنیٰ کر دیا ہے۔

جن علماء کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ وہ سب سے بدتر مخلوق بن جائیں گے۔ ان کے متعلق اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بتا دیا۔ کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ تو کیا حرج ہو گیا۔ بجائیکہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اس کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے اخبار اہلحدیث ۱۷ر نومبر ۱۹۱۱ء صہ میں لکھتے ہیں :۔

"افسوس ہے ان مولویوں پر جن کو ہم ہادی راہبر ورثۃ الانبیاء سمجھتے ہیں۔ ان میں یہ نفسانیت یہ شیطنت بھری ہوئی ہے۔ تو پھر شیطان کو کس لئے برا بھلا کہنا چاہیئے"۔

ایک اور حوالہ

ایک اور فقرے کو بھی مخالف پیش کیا کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کل مسلم یقبلنی الا ذریۃ البغایا (آئینہ کمالات صہ ۵۴۷)

اس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اپنے مخالفوں کو ذریۃ البغایا قرار دیا ہے۔ اور یہ گالی ہے

حوالہ کی تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذریۃ البغایا بطور محاورہ استعمال کیا ہے۔ نہ کہ ان معنوں میں جن پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اس کے معنی بدکار اور سرکشی کرنے والے کے ہیں۔ اور اس کا لفظی ترجمہ کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ابن السبیل اور ابن الدنیا ابن الوقت وغیرہ کا لفظی ترجمہ کرنا۔ جس طرح ان الفاظ سے مراد مسافر۔ لالچی۔ مکار کے لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ذریۃ البغایا کے معنے سرکش لینے چاہئیں۔ اور ویسے بھی بغایا کا مصدر بغی ہے۔ جس کے معنی خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث ۲۶ جولائی ۱۹۱۲ء صہ میں حاکم وقت بادشاہ وقت سردار قبیلہ وغیرہ کی نافرمانی اور سرکشی کے کئے ہیں۔ ایک جواب اس کا یہ بھی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے موجودہ زمانہ کے لوگوں کو نہیں کہا۔ بلکہ یہ بتایا ہے۔ کہ آئندہ احمدیت کی اس قدر ترقی ہوگی۔ کہ تین صدیوں میں سب لوگ داخل اسلام ہو جائیں گے۔ اس وقت جو لوگ باقی رہ جائیں گے۔ وہ کمینے رذیل اور سرکش ہوں گے۔ اگر اس بات کو بھی تسلیم کر لیا جائے۔ کہ یہ لفظ واقعی کچھ سخت ہیں۔ جیسا کہ مخالفین کا خیال ہے۔ پھر بھی حضرت مسیح موعود پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضور کے مخالفین نے آپ کو کذاب مفسد ٹھگ مکار دجال مفتری۔ فاسق۔ فاجر۔ بدکار۔ خائن وغیرہ اس قدر کہا۔ مگر حضور نے جیسا کہ انبیاء کا شیوہ ہوتا ہے۔ صبر اور تحمل سے کام لیا۔

غرض جس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں مخالفوں کے متعلق سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ انہی

مسلمانانِ میرپور کی

ملک برکت علی صاحب سے دردمندانہ اپیل

جدید کشمیر کمیٹی کی طرف سے میاں عبدالحی صاحب ایڈووکیٹ علی بیگ کے مقدمہ میں بحث کے لئے تشریف لائے تھے۔ مقدمہ علی بیگ میں ۶۹ ملزمان تھے اور قریباً ۴۲ گواہان استغاثہ اور مسل ہزاروں صفحات پر مشتمل تھی۔ گیارہ ماہ مقدمہ جاری رہا لیکن میاں صاحب موصوف دو دن بحث کر کے تشریف لے گئے۔

ہم ہر کیف ان کے بیحد ممنون ہیں۔ اور ان کی اس خدمت کو بہ نظر استحسان دیکھتے ہیں۔ لیکن خدا بھلا کرے شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور کا جو کہ اصل آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے آئے۔ اور مسلسل ایک ہفتہ انہوں نے نہایت قابلیت سے بحث کی۔ اور ملزمان کے مقدمہ کی پیروی کا حق ادا کر دیا۔ ہم دونوں صاحبوں کے بیحد ممنون ہیں اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

اب مسلمانان میرپور کی آنکھیں مقدمہ سکھ چین پور کی طرف اٹھ رہی ہیں اس مقدمہ کے ملزمان پر قتل ڈکیتی و آتش زدگی کے سنگین الزامات ہیں۔ اور برابر گیارہ ماہ سے یہ مقدمہ چل رہا ہے ابتداء میں ۱۶۹ ملزمان تھے لیکن اب اس وقت ۶۰ ملزموں پر فرد جرم قائم ہے اور مسل ہزاروں صفحوں پر مشتمل ہے ہمارے دل جذبات تشکر سے لبریز ہو گئے۔ جب ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ لاہور اس مقدمہ میں بحث کے لئے تشریف لائے لیکن بحث شروع ہونے میں کچھ دن باقی تھے کہ لاہور کو واپس تشریف لے گئے۔ اور ہمیں حسرت ہی رہی۔ کہ کاش آپ کچھ دن تشریف رکھتے اور ملزمان کے مقدمہ کی پیروی فرماتے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ملک صاحب موصوف بحث کے لئے تشریف لائے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی سعی مشکور فرمائے۔ ہم مسلمانان ریاست کشمیر ان کے بیحد ممنون ہیں۔ لیکن چونکہ یہ مقدمہ نہایت سنگین نوعیت کا ہے اور بہت سے انسانوں کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس لئے ہم ملک صاحب موصوف سے متوقع ہیں۔ کہ ملزمان کی نیابت کا پورا حق ادا کرینگے۔ اور سرسری بحث پر اکتفا نہ کرینگے اور تا اختتام مقدمہ یہیں تشریف رکھیں گے۔ یہ مسلمانان میرپور کی طرف سے ایک دردمندانہ اپیل ہے جو بذریعہ اخبار ان کی خدمت میں کی جا رہی ہے۔ میاں عبدالحمید صاحب ایڈووکیٹ کے مقدمہ سے اور سکھ چین پور کے مقدمہ میں بہت فرق ہے۔ اور میں اس تفریق سے لبریز ہو کر اپیل کر رہا ہوں کہ ملک صاحب ضرور اس بارے میں ایثار سے کام لینگے۔ ڈاکٹر امام الدین قریشی جنرل سکرٹری مسلم ایسوسی ایشن میرپور

پنجاب کے صنعتی اور تجارتی حالات

ماہ اگست ۱۹۳۳ء کی رپورٹ کا خلاصہ

عام حالات

صوبہ بھر میں بارشوں کی وجہ سے تجارتی اور اشیاء ساخت کرنے کی سرگرمیوں کو نقصان پہنچا۔ منڈی کی حالت عام طور پر مدہم رہی۔ اور نرخ گرے رہے۔ مشترکہ سرمایہ سے کاروبار کا شروع کرنا "پراویڈنٹ فنڈ اور بنکنگ" اور "ٹریڈنگ" کمپنیوں کے اجراء تک محدود رہا۔ ماہ مذکور میں کوئی "مینوفیکچرنگ" کمپنی رجسٹرڈ نہیں کرائی گئی۔

پارچات (الف) سوتی

موسمی مانگ نہ ہونے کی وجہ سے منڈی کی حالت بدستور مدہم رہی۔ پہلے ہفتہ میں لنکاشائر اور یورپ کے ممالک کے پارچات کے متعلق استفسارات کی رفتار تیز رہی۔ لیکن ادنیٰ قسم کی وائل کے سوائے اصل کاروبار بہت کم ہوا۔ نرخ کمزور تھے۔ اور ان میں کمی کا رجحان پایا گیا۔ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ جاپانی تھان مقابلتاً کم قیمتوں پر فروخت ہوئے اور آخری ہفتہ میں بعض مال کی قیمت دو سے تین فی صدی تک کم ہو گئی۔ ذخائر بدستور اوسط سے زیادہ تھے۔ سوتی اور مرسرائزڈ قمیصوں کے کپڑے دھوتیوں اور ساڑھیوں کے سوائے ہندوستانی کارخانوں میں تیار کردہ مال کے متعلق کاروبار مدھم تھا۔ منافع کی مقدار کم رہی اور ذخائر اوسط سے زیادہ۔

(ب) ریشمی

ریشمی پارچات کی منڈی میں جاپانی ساخت کے پارچات نرخوں پر حاوی رہے۔ گذشتہ سال کے بالمقابل ریشمی پارچات کی قیمتوں میں قریباً بیس فی صدی کی کمی ہوئی۔ لدھیانہ میں کاتے ہوئے ریشمی پارچات کی منڈی کی حالت اچھی رہی۔ اور کارخانوں کی اکثر تعداد ماہ مذکور کے دوران میں مصروف رہی۔ نقاب دار ساڑھیاں زیادہ تر کلکتہ کو برآمد کی گئیں۔ ۱۴۰-۱ ایس کاؤنٹس کے کاتے ہوئے ریشمی دھاگے کی قیمتیں فی بنڈل (۱۱ پونڈ وزنی) ۴۳ روپے ۹ آنہ اور ۳۵ روپے ۴ آنہ کے مابین رہی ہیں۔ ۲۱۰ ایس کاؤنٹس کے غیر صاف شدہ دھاگے کی قیمت ۴۰ روپیہ فی بنڈل تھی۔ اور صاف کردہ تاگے کی ۵۲ روپیہ سے ۵۲ روپے ۸ آنہ تک۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ ماہ کے بالمقابل نرخوں میں تھوڑی سی کمی واقع ہوئی۔ تمام مہینہ میں اول ریشم کے سامان کی کافی مانگ رہی۔ لیکن نرخ کم تھے۔ اور منافع کی مقدار بھی کم رہی۔

(ج) اونی

اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ انگریز مالکان کارخانجات نے اونی سامان کے لئے فرمائشوں کی ایک بہت بڑی تعداد حاصل کی ہے۔ جاپان کے متعلق بھی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اس نے کچھ کاروبار کیا ہے۔ اور منڈی میں سوتوں کے سستے کپڑے پیش کئے ہیں۔ فرانسیسی اور اطالوی پارچات کے متعلق ان کے نرخ مقابلتاً زیادہ ہونے کی وجہ سے کم سودے ہوئے۔

صوبہ کے چند چھوٹے چھوٹے دستی اور بجلی سے چلنے والے کارخانوں کو جو ساڑھیاں اور مرینا تیار کرتے ہیں۔ فرمائشوں کی ایک کثیر تعداد موصول ہوئی۔ ان کا ارادہ ہے۔ کہ ان فرمائشوں کو پورا کرنے کے لئے دن رات کام کریں۔

موزے بنیان وغیرہ بننے کی صنعت

صوبہ بھر میں موزے۔ بنیان وغیرہ بننے کے کارخانوں نے موسم سرما کے لئے فرمائشیں حاصل کی ہیں۔ لیکن عام طور پر یہ شکایت پائی جاتی ہے۔ کہ کاروبار کی جو مقدار حاصل ہوئی ہے۔ وہ سال ماسبق کے مقابلہ میں کم ہے۔ ضرورت سے زیادہ ذخائر جمع ہونے کو روکنے کے لئے کارخانجات صرف اتنا مال تیار کر رہے ہیں جتنے کے متعلق ان کے پاس فرمائشیں موصول ہوئی ہیں۔ جاپانی مال کے ساتھ مقابلہ ہونے کی وجہ سے صنعت کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے اور مالکان کارخانجات کا خیال ہے۔ کہ اگر ان کی حفاظت کے لئے کوئی طریق اختیار نہ کیا گیا۔ تو یہ صنعت منفعت بخش نہیں رہے گی۔

اونی

لورپول کے نیلام کی رپورٹ بابت ماہ جولائی کے مطابق جو مال پیش کیا گیا۔ وہ اوسط سے زیادہ اچھا تھا۔ اور وہ زیادہ تر بیکانیری سفید اون پر مشتمل تھا بیکانیری سفید اون کی مختلف اقسام کی نمائش کیگئی اور جوریا کی بھی بخوبی نمائندگی ہوئی۔ اور یورپ کے ممالک کی زرد اون کی بھی کافی مقدار موجود تھی۔ لیکن مارواڑ اور جیسلمیر کی اقسام جون ۱۹۳۳ء کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ خاص خاص نفیس اشیاء کے لئے اعلیٰ قسم کی سفید بیکانیری اون کی بہر سے مانگ ہوئی۔ خریداروں کی حاضری اطمینان بخش تھی۔ گو اول اول بولیاں غیر یقینی تھیں۔ تاہم جلدی ہی اعتماد پیدا ہو گیا۔ اور پہلے دن کے اختتام سے پیشتر مقابلہ میں حقیقی اصلاح ہو گئی۔ یورپ کے دوسرے ممالک نے بہت سا مال خرید کیا۔ اور امریکہ نے جو کاروبار کیا۔ اگرچہ وہ جون کے کاروبار کے مقابلہ میں اتنا وسیع نہ تھا۔ تاہم اس کی وجہ سے درمیانہ اور اوسط درجہ کی اقسام کو بہت حمایت حاصل ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دن بدن نرخ چڑھتے گئے۔ بولیوں کے دوران میں بہترین جوریا قسم غیر مقبول رہی۔ لیکن دوسری اقسام کی بیشتر تعداد میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ اور قالینوں کا زرد اور ہلکے خاکستری رنگ کی اقسام کے متعلق ۵۲۳۴۲ گٹھوں میں سے جو

فروخت کئے گئے۔ انگلستان نے ۱۲۴۸ یورپ کے دوسرے ممالک نے ۲۳۳۰ اور امریکہ نے ۳۶۱۰ گٹھے حاصل کئے۔ نرخ حسب ذیل تھے

بیکانیری اعلیٰ درجہ کا سفید	۱۱ سے ۱۴ پنس فی پونڈ
اعلیٰ زرد	۸½ سے ۹½ پنس فی پونڈ
زرد درجہ اول	۸ سے ۸¾ " "
سفید اوسط درجہ	۸¼ سے ۹½ " "
زرد اوسط درجہ	۶½ سے ۷¾ " "
خاکستری	۳ سے ۴¾ " "
سیاہ	۴ سے ۵¾ " "
اوٹا ہوا	۲½ سے ۴⅓ " "

روغنی اجناس اور تیل

تیل کے کارخانوں کی صنعت کی حالت مقابلتًا مدھم رہی۔ لگاتار بارشوں کے باعث صابون سازی قریبًا بند رہی۔ چٹنیاں، اچار وغیرہ تیار کرنے کا موسم بھی ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا نباتاتی تیل کی منڈی کی حالت اچھی نہیں تھی اور نرخوں میں کمی ہوئی۔

امرتسر میں روغنی اجناس اور تیلوں کی قیمتیں حسب ذیل تھیں۔

مہوہ (الٰہ آباد)	تین روپے گیارہ آنہ
تیل مہوہ	بارہ روپیہ بارہ آنہ سے کم ہو کر بارہ روپیہ رہ گیا
توریا	تین روپیہ ۱۲/ سے کم ہو کر تین روپیہ ۹/ رہ گیا
تیل توریا	۹ روپیہ ۸/ سے کم ہو کر ۹ روپیہ رہ گیا۔
تل	پانچ روپیہ آٹھ آنہ
تلوں کا تیل	گیارہ روپیہ ۱۲/

گایوں اور بھینسوں کی کھالیں

لگاتار بارشوں اور کھالوں کے بھیگ جانے کی وجہ سے امرتسر میں کاروبار تقریبًا ندارد تھا۔ بہت ہی کم مقدار میں مال لایا گیا۔ اور ادنیٰ قسم کا تھا۔ بیرونی ممالک میں بھی مانگ کم تھی۔ اور نرخ بہت بری طرح گر گئے۔ لاہور میں نرخ حسب ذیل تھے۔

گایوں کی کھالیں چوکھٹوں میں لگی ہوئیں	۲۶ روپیہ فی من
گایوں کی کھالیں معمولی	۱۴ روپیہ فی من
بھینسوں کی کھالیں معمولی	۱۴ روپیہ فی من

فٹ بال کے خولوں کے لئے مانگ کم ہونے کی وجہ سے سیالکوٹ میں کمائے ہوئے چمڑے کی چھال کی قیمت میں پانچ روپیہ فی من کی کمی ہوئی۔ پھٹکڑی سے کمائے ہوئے چمڑہ کی قیمتیں قائم رہیں۔

بکریوں کی کھالیں

بارشوں کی وجہ سے امرتسر کی منڈی میں کم مال آیا۔ اور ادنیٰ قسم کا تھا۔ امریکہ نے بطور خریدار کے بہت ہی کم دلچسپی کا اظہار کیا منڈی کا رجحان نیچے کی طرف تھا۔ اور کوئی قابل ذکر سودا نہیں ہوا۔ قیمتیں ۲۲ پنس فی کھال کم ہو گئیں۔ تمام کھالیں چیری ہوئیں ۸۵ فیصدی درجہ اول اور ۱۵ فیصدی درجہ دوم خاص، اوسط قسم وزن ۰۰۰ پونڈ فی پانسو کھال سی۔ آئی۔ ایف امریکہ کی بندرگاہوں پر پرانی فرمائشوں کے سلسلے میں قریبًا ایک لاکھ کھالیں بیرونی ممالک کو برآمد کی گئیں

بھیڑوں کی کھالیں

جاپان کی منڈی کی حالت غیر موافق ہونے کی وجہ سے مدراس کی طرف سے مانگ میں بہت کمی ہوئی۔ چنانچہ صرف ۳۰ ہزار کے قریب مدراس میں چمڑہ کمانے کے کارخانوں کو ۶۵ روپے سے لے کر ۰۰ روپیہ فی سو کھال تک کے حساب سے بھیجی گئیں۔ پٹیرہ کھالیں تمام قسم اول اوسط وزن ۷۰۰ پونڈ فی پانسو کھال

پیشگی قیمت پر مال وصول کرنے کے متعلق اطلاعات مظہر ہیں کہ انگلستان کے سوائے یورپ کے دوسرے ممالک سے فرمائشوں کی ایک بہت بڑی تعداد موصول ہوئی۔ اور قریبًا ۵۰ ہزار کھالیں اٹلی فرانس اور سویڈن کو بذریعہ جہاز بھیجی گئیں۔ بحساب ۱۳ پنس فی کھال۔ ۷۰۰ پونڈ فی پانسو کھال۔ ۴ سے ۵ فیصدی تک ادھوری کھالیں ماہ مذکور میں اوسط درجہ پر مال لایا گیا۔ اور ادنیٰ قسم کا تھا

سیالکوٹ میں کھیل کود اور ورزش کے سامان تیار کرنیکی صنعت

بیرونی ممالک سے اور ہندوستان کی منڈیوں سے کھیل کود اور ورزش کے سامان کی مانگ لگاتار رہی۔ فٹ بال کے خولوں کے متعلق کوئی نیا کاروبار نہیں ہوا۔ کیونکہ یورپ کے ممالک میں فٹ بال کھیلنے کا موسم قریبًا ختم ہو چکا ہے۔ تانت کے متعلق خاصا اچھا کاروبار ہوا۔ اور بیڈمنٹن کی تانت کے متعلق بیرونی ممالک میں مانگ اچھی تھی۔ بارشوں کی وجہ سے کھیل کود اور ورزش کا سامان تیار کرنے کے کارخانے پورے زور کے ساتھ کام نہیں کر سکتے اور انہوں نے اپنے معمول سے نصف مقدار میں مال تیار کیا۔

متفرق مصنوعات

امرتسر میں گندم کا نرخ دو روپیہ ۱۳/ چھ پائی فی من سے شروع ہوا۔ اور تین تاریخ کو چودہ آنہ تین پائی تک پہنچ گیا۔ اور دو روپیہ دو آنہ پر ختم ہوا۔ آٹے کا نرخ دو روپیہ تیرہ آنہ چھ پائی سے کم ہو کر دو روپیہ چار آنہ چھ پائی فی من رہ گیا۔ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ آٹے کے کارخانوں کی حالت اچھی رہی۔ کیونکہ گندم کا نرخ گر گیا تھا۔ اور انہیں اپنی پیداوار کے لئے منڈی جلدی مل گئی۔ جلو میں ضمنی مصنوعات کے کارخانہ میں صابن، بوٹ، اور سٹیل پالش، وارنش فاد زہر ادویہ اور بہریں لگانے کی لاکھ وغیرہ تیار کرنے کے لئے پورے زور کے ساتھ کام ہوا۔ قدرتی گھی کے نرخ کے کسی حد تک زیادہ ہو جانے کی وجہ سے لائل پور میں نباتاتی گھی تیار کرنے کے کارخانہ میں زیادہ مقدار میں مال فروخت ہوا۔ شدید بارشوں کی وجہ سے لوہے کی صنعت کی حالت مدھم رہی اور لاہور میں لوہے شیٹ رولنگ کے کارخانے مہینہ کے بیشتر حصہ میں بیکار رہے۔ انڈین سٹیل انڈسٹریز لاہور نے جو سیفٹی ریزر بلیڈ تیار کئے۔ وہ منڈی میں پسند کئے گئے۔ سیالکوٹ میں ٹرنک تیار کرنے کی صنعت کی حالت میں کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ سیالکوٹ میں آلات جراحی تیار کرنے کے کارخانے میں آدمی تمام مہینہ کام میں مصروف رہے اور انہوں نے اچھا کاروبار کیا۔ سیالکوٹ میں چارپائیوں کے پائے اور فرنیچر تیار کرنے کے کارخانوں کے سامان کی اچھی مانگ تھی۔ امرتسر میں کارخانہ کشید شراب کی پیداوار اوسط درجہ پر تھی اور نرخ قائم رہے بارشوں کی وجہ سے امرتسر میں ربڑ اور فیتے تیار کرنے کی مشین قریبًا بیکار پڑی رہی۔ (از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سوویٹ گورنمنٹ نے جرمن اخبارات کے تمام نمائندوں کو تین دن کے اندر روس سے نکل جانے کا حکم دیدیا ہے۔ سوویٹ گورنمنٹ کا یہ اقدام نازی پولیس کے ہاتھوں دو روسی جرنلسٹوں کی جامہ تلاشی کا شاخسانہ ہے۔ سوویٹ گورنمنٹ نے مطالبہ کیا تھا کہ جرمنی گورنمنٹ یہ یقین دلائے کہ آئندہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہیں ہوگا۔ چونکہ جرمن گورنمنٹ نے یہ یقین دلانے سے انکار کر دیا۔ اس لئے سوویٹ کو یہ انتہائی قدم اٹھانا پڑا۔

جاپان کی طرف سے شمالی چین میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے اشتہارات پھینکے گئے تھے۔ جن میں چینی جرنیل ناننگ چینگ کو الٹی میٹم دیا گیا تھا۔ کہ چینی اور جاپانی معاہدہ کے مطابق جو حدود قائم کی گئی ہیں۔ اپنی افواج کو ان سے دور رکھے۔ اس الٹی میٹم کو چینی جرنیل نے ٹھکرا دیا اور لکھا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں مادر وطن کی خاطر کر رہا ہوں۔ میں اپنی فوجوں کو واپس بلانے کی بجائے انہیں آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ اور توقع رکھتا ہوں کہ جاپان دانستہ جنگی کارروائی کر کے اپنی تباہی کے اسباب پیدا نہیں کرے گا۔ جاپانی حکام چینی فوجوں کی اس بناء پر کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔

روم کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۲۶ ستمبر کو اٹلی میں زبردست زلزلہ آیا۔ جس سے ۱۲ اشخاص ہلاک اور کئی مجروح ہوئے۔ بہت سے مکانات بھی پیوند خاک ہو گئے۔

سیلون کی سٹیٹ کونسل نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ سیلون کے لئے مزید اصلاحات کا مطالبہ کرنے کے لئے ایک ڈیپوٹیشن لنڈن میں وزیر نوآبادیات کے پاس بھیجا جائے۔ چنانچہ گورنر کی معرفت وزیر نوآبادیات کی اجازت برائے ملاقات طلب کی گئی۔ جس کے جواب میں وزیر نوآبادیات نے لکھا ہے کہ سیلون کی آئینی حالت کے متعلق جتنا مجھے علم ہے۔ اس کی روشنی میں دہاں فی الحال کسی قسم کی مزید اصلاحات کی ضرورت نہیں۔ اس لئے ڈیپوٹیشن کا آنا بے فائدہ ہے۔

شملہ سے ۲۵ ستمبر کی اطلاع ہے کہ اب جبکہ سول نافرمانی کی تحریک کا زور بہت کم ہو گیا ہے۔ اور گورنمنٹ کو اس امر کا یقین ہو چکا ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک تقریباً ختم ہو چکی ہے یہ امر گورنمنٹ ہند کے زیر غور ہے کہ سول نافرمانی کے تمام قیدی رہا کر دئے جائیں۔ علاوہ ازیں مارشل لاء کے زمانہ کے

وہ قیدی جو اپنی سزا کی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک رہا نہیں کئے گئے۔ ان کا معاملہ بھی زیر غور ہے۔

ہانگ کانگ سے ۲۶ ستمبر کی اطلاع ہے کہ شہر میں سے پانی نکالنے کے لئے بڑے بڑے پمپ لگا دئے گئے ہیں جو پانی نکال رہے ہیں۔ جس علاقہ کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ عام حالات میں ایک ماہ میں خشک ہوگا۔ اس عمل سے اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر خشک ہو جائے گا۔

امریکہ کے سکرٹری آف سٹیٹ نے ۲۴ ستمبر کو واشنگٹن میں ایک بیان کے دوران میں کہا کہ کیوبا میں اس وقت جتنے بھی غیر ملکی آباد ہیں وہ اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے امریکہ کی مداخلت کے متمنی ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ لیگ کا تئیسواں سالانہ اجلاس ۲۵-۲۶ نومبر کو دہلی میں منعقد ہو۔

سرحد سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ مہمندوں کے برخلاف برطانوی افواج کی جنگ ختم ہو گئی۔ شرائط صلح کے متعلق قطعی طور پر کچھ پتہ نہیں چلا۔ مگر کہا جاتا ہے کہ قبائل نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ پرامن رہیں گے۔ اور فوج نے جس رقبہ پر قبضہ کر رکھا ہے وہ بتدریج واپس کر دیا جائیگا۔

بڈھلاڈا ضلع حصار میں گذشتہ اکتوبر میں تین سکھوں نے ۱۵ مسلمانوں کو جن میں بعض عورتیں بھی تھیں قتل کر دیا تھا۔ یہ مقدمہ دیر سے چل رہا تھا۔ اور فیروزپور میں سماعت ہو رہی تھی۔ شملہ سے ۲۲ ستمبر کی اطلاع ہے کہ ایک ملزم بلدیو کو چار مقدمات میں علیحدہ علیحدہ طور پر سزائے موت دی گئی ہے دوسرے ملزم ستا کو پٹیالہ سے اخراج کا حکم دیدیا گیا ہے اور اب اس کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہوگی۔ تیسرے ملزم کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس وقت ہلاک ہو گیا تھا جبکہ اس کی تلاش کی جا رہی تھی۔

گاندھی جی کے متعلق ۲۵ ستمبر کو مدراس میں مسٹر ایم سی اچاریہ نے آل انڈیا ورن آشرم سوراجیہ سنگھ کی مقامی برانچ کے ایک جلسہ میں کہا۔ کہ مسٹر گاندھی فقط مسٹر گاندھی ہے۔ سیاسیات کے معنی تک نہیں جانتا وہ نہ صاحب تدبر ہے اور نہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے دوراندیش۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس سے کسی اچھی چیز کے جاننے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

سوویٹ گورنمنٹ کے محکمہ پرواز نے "تجربہ روزگار" نامی ایک عظیم ترین طیارہ تیار کیا ہے۔ اس کا قطر ۱۲ فٹ اور حجم ۲ لاکھ پچاس ہزار مکعب فٹ ہے۔

کیوبا کے متعلق ہوانہ سے ۲۵ ستمبر کی اطلاع ہے کہ اس وقت وہاں ہندوقیں چھرہ بارود کی پیٹی سمیت چار چار ڈالر کو۔ اور مشین گنیں گولہ بارود سمیت چالیس ڈالر کو بک رہی ہیں ان حالات میں چند ہی دنوں میں تمام کیوبا مسلح ہو جائیگا۔

سابرمتی آشرم کے متعلق ۲۷ ستمبر کی احمد آباد کی خبر ہے کہ وہاں گاندھی جی نے اچھوت اقوام کے کچھ لوگوں کو رہنے کی اجازت دیدی ہے۔ اور چمڑا کمانے کا کارخانہ وہاں کھولا جائیگا

میکسیکو میں طوفان کے متعلق ۲۶ ستمبر کی خبر مظہر ہے۔ کہ اس قدر زبردست طوفان آیا۔ جس سے پانچ ہزار انسان ہلاک ہو گئے اور ایک شہر تمپیکو تباہ ہو گیا۔ ۱۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے خوفناک آندھی گذری۔ اور جو کچھ سامنے آیا۔ اسے تباہ کرتی گئی۔ مالی نقصان کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔

لاہور سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع ہے کہ وسط دسمبر میں یہاں ایک عظیم الشان آل انڈیا نمائش منعقد کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ نمائش کم از کم ایک ماہ تک جاری رہے گی۔ پٹیالہ ہاؤس کا وسیع احاطہ اس غرض کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ کل رقبہ جس میں نمائش ہوگی۔ ۴½ لاکھ مربع فٹ ہوگا۔ اس نمائش کا مقصد ہندوستانی صنعتوں کو ترقی دینا ہے۔ گورنمنٹ ہند صوبجاتی گورنمنٹوں اور ریاستوں کا تعاون حاصل کرنے کی بھی کوشش کی جا رہی ہے۔ راجہ نریندر ناتھ پریذیڈنٹ اور سردار حبیب اللہ خاں بورڈ آف کنٹرول کے چیئرمین مقرر ہوئے ہیں۔

نانکنگ (چین) سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ دو ماہ کے اندر اندر طغیانیوں کی وجہ سے پچاس ہزار اشخاص ڈوب چکے ہیں۔ کئی کروڑ اشخاص بھوکے مر رہے ہیں۔ بہت سے علاقے ابھی تک زیر آب ہیں اور بہت سی زمینیں کئی سال تک زراعت کے قابل نہیں ہو سکیں گی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو دوسروں کے حوالے کر رہے ہیں۔ تاکہ موسم سرما میں سردی سے ٹھٹھر ٹھٹھر کر نہ مر جائیں۔

جاپان کے دفتر خارجہ نے جاپانی سفیر کو حکم دیا ہے کہ وہ گورنمنٹ ہند سے مطالبہ کرے۔ کہ جب تک شملہ کانفرنس کسی فیصلہ پر نہیں پہنچتی۔ اس وقت تک ہندوستانی اور جاپانی تجارتی معاہدہ کی تنسیخ ملتوی کر دی جائے۔

شاہ فیصل کی تدفین کے متعلق بغداد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جب ان کی نعش حیفا سے بغداد لائی گئی۔ تو اس قدر ہجوم تھا کہ بازاروں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ شاہی عدالت کے نزدیک سرکاری ماتم کنندگان جلوس میں شامل ہوئے۔ جن میں مذہبی پیشوا۔ غیر ملکی لوگ۔ ٹیچر۔ وکلاء۔ سابق وزراء اور پارلیمنٹ کے ممبران شامل تھے۔

پنڈت جواہر لال نے رہائی کے بعد لکھنؤ میں جو پہلی تقریر کی۔ اس کے متعلق الہ آباد سے ۲۶ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ [illegible]

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی